السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مسبوق کوفوت شدہ رکعت اور منفرد کی جہری نماز میں قراءۃ بالجہر ہونا چاہیے یا بالسر؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

یہ معلوم ہے کہ جہری نماز میں قراءۃ بالجہر اور سری میں قراءۃ بالسر حنفیہ کے نزدیک واجبات سے ہے، اورائمہ ثلاثہ کے نزدیک غیرواجب ہے یعنی: سنن صلاۃ سے ہے، وجوب پر کوئی نص صریح نہیں ہے۔ بجز عمل رسول وتوارث وتعامل امت کے، خلفاً عن السلف، اس پر حدیث کے نام سے ابوعبیداللہ اور مجاہد کا یہ قول: ''صلاۃ النہار عجماء،، اوردوسرا مرسل روایتیں بھی پیش کی جاتی ہیں جن کے الفاظ یہ ہیں، حسن بصری اورزہری کہتے ہیں: ''سن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یجہر بالقراءۃ فی الفجر........ ویقرأ فی نفسہ.... (مرسیل ابی داوٗد) یہ بھی معلوم ہے کہ جہری خصائص امامۃ وجماعت سے ہے۔ اس لیے تمام ائمہ کے نزدیک منفرد کواختیار ہے کہ جہری نماز سراًپڑھے یا جہراً، البتہ حنفیہ کے نزدیک جہراًپڑھنا افضل ہے، لیکون الأداء علی ہیئة الجماعة، اورامام شافعی کے نزدیک بھی منفرد کےلیے جہری میں جہر سنت ہے۔ لأنہ غیر مأموربالإنصات لأحد فأشبہ الإمام، مسبوق منفرد کی طرح ہے، اس لیے وہ بھی مخیر ہے۔ بین الجہر والمخافتة، ''وَأمَّا الْمُنْفَرِدُ فَظَاہِرُ کَلَامِ أَحْمَدَ أَنَّہُ مُخَیَّرٌ وَکَذلِکَ مَنْ فَاتَہُ بَعْضُ الصَّلَاةِ مَعَ الْإِمَامِ فَقَامَ لِیَقْضِیَہُ قَالَ الْأَثْرَمُ: قُلْتُ لِأَبِی عَبْدِ اللَّہِ: رَجُلٌ فَاتَتْہُ رَکْعَةٌ مَعَ الْإِمَامِ مِنَ الْمَغْرِبِ أَوْ الْعِشَاءِ، فَقَامَ لِیَقْضِیَ، أَیَجْہَرُ أَوْ یُخَافِتُ؟ قَالَ: إنْ شَاءَ جَہَرَ، وَإِنْ شَاءَ خَافَتَ.

ثُمَّ قَالَ: إنَّمَا الْجَہْرُ لِلْجَمَاعَةِ، قُلْتُ لَہُ: وَکَذٰلِکَ إذَا صَلَّی وَحْدَہُ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ، إنْ شَاءَ جَہَرَ، وَإِنْ شَاءَ لَمْ یَجْہَرْ؟ قَالَ: نَعَمْ، إنَّمَا الْجَہْرُ لِلْجَمَاعَةِ وَکَذٰلِکَ قَالَ طَاوُسٌ، فِیمَنْ فَاتَہُ بَعْضُ الصَّلَاةِ وَہُوَ قَوْلُ الْأَوْزَاعِیِّ وَلَا فَرْقَ بَیْنَ الْقَضَاءِ وَالْأَدَاءِ،، (المغنی 281/280/2) معلوم ہواکہ منفرد ومسبوق کے بارے میں تخیریا افضلیت وسنیت، جہر فی الجہریہ کا مسئلہ محض اجتہادی وقیاسی ہے، منصوص نہیں ہے، اوراس کےلیے وجوب جہر کا توکوئی بھی قائل نہیں ہے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 266

محدث فتویٰ